السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

سوال (۱) : ۔۔۔ بعض تعویذات میں لفظ بدوح لکھا ہوتا ہے اس لفظ کا کیا مطلب ہے؟ تشریح کریں؟

اکثر تعویذات حروف تہجی سے لکھے ہوتے ہیں، یعنی ابجد، ہوز وغیرہ کے نمبر لکھ کر نمبر کو جمع کر کے تعویذات بناتے ہیں، جیسا کہ (بِسمِ اللَّهِ الرَّحمٰنِ الرَّحيمِ) کی جگہ پر ۷۸۶ لکھ دیتے ہیں، اسی طرح کسی سورت کی جگہ پر ان کے (۲) نمبر لکھ دیتے ہیں اس پر روشنی ڈالیے؟

ہمارے ہاں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اپنے آپ کو پیر، فقیر، کے نام سے بولا کرتے ہیں، اور لوگ ان کو تعظیم کی خاطر اپنا سر جھکا دیتے ہیں، کیا تعظیم کی خاطر کسی کے لیے جھکنا صحیح ہے، کیا یہ کام شرک میں داخل ہے یا (۳) نہیں؟

بعض تعویذات میں اللہ کے سوا دوسروں کو پکارا جاتا ہے، مثلاً یا علی رضی اللہ عنہ وغیرہ اور لوگ ان تعویذات کو خرید کر اپنے گلے میں ڈال دیتے ہیں، کیا ان کا گناہ تعویذات کے بیچنے والے پر ہے یا خریدنے والے عوام پر ہے، (۴) کیونکہ عوام تو ان پڑھ جاہل لوگ ہیں، بالکل کچھ نہیں جانتے، اس مسئلہ پر آیات اور احادیث کے حوالے تحریر فرمالیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جواب (۱) : ۔۔۔ لفظ یا بدوح کا مطلب کوئی نہیں ہے اس میں حروف ابجد کے حروف جفت ہیں سے چار حروف جمع کیے گئے ہیں۔

،ب (۲) د (۴) و (۶) ح (۸) یعنی یہ کلمہ ۸،۶،۴،۲ پر دلالت کرتا ہے اور بس یہ کسی کا نام نہیں ہے لہٰذا ''یا'' کے ساتھ پکارنا جائز ہے

آیات قرآنی کا ابجد، ہوز کے نمبر پر لکھنے کا شرعی ثبوت نہیں ہے، دراصل کئی احتمال رکھتے ہیں مثلاً حرف ب جو ہے اس کا نمبر ۲ ہے یہ احتمال رکھتا ہے کہ ب فلظ خبیث کا و اور مبین کا ہو لہٰذا اس کی تعیین لکھنے والے کی (۲) نیت کے مطابق ہو سکتا ہے کہ اسی کی نیت کے مطابق تاثیر بھی ہو۔ ہر حال میں اس کا شرعی ثبوت قطعاً نہیں ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ لکھنے والے کی کچھ بھی نیت نہ ہو۔

قرآن واحادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی امت میں ایک مدت تک اس کی گنجائش تھی مگر بعد میں تعظیماً جھکنا اور سجدہ کرنا حرام کر دیا گیا ہے۔ (۳)

اس طرح کے تعویذ لکھنا، باندھنا، وغیرہ حرام ہے لکھنے والا بھی مجرم ہو گا اور باندھنے والوں کو بھی یہی حکم ہے کہ وہ تحقیق کے بغیر باندھے گا تو وہ بھی مجرم ہو گا اور تحقیق کے بعد بالاولی ناجائز ہے۔ (مولانا ابوالبرکات جامعہ (۴) اسلامیہ گوجرانوالہ اہل حدیث لاہور، ۴ جون ۱۹۷۲)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد09 ص128

محدث فتویٰ